Quarterly

Marifat-e-Islam

(Research Journal)
Volume 2, Issue 7

Title:

مقصد شریعت "تحفظ مال" کی رعایت میں استحسان کا کردار۔ ایک تجزیاتی مطالعہ

Author(s):

منہاج اللہ

Minhaj ullah

Published on:
Apr – Jun 2020

Publisher:
ون نیس مسلمز

onenessmuslims@gmail.com

Marifat-e-Islam

Minhaj ullah

مقصد شریعت "تحفظ مال" کی رعایت میں استحسان کا کردار۔ ایک تجزیاتی مطالعہ

منہاج اللہ
Minhaj ullah

ABSTRACT

One of the attributes of Allah is wisdom. Allah Almighty has created everything for a purpose. After creating human beings for His worship Allah revealed the rules of Shari'ah for masalih (benefits) of human beings. Masalih /Maqasid of the Islamic law are the objectives/ purposes behind the Islamic rules. There are five main maqasid of Shari'ah, which are protection of religion, life, intellect, lineage and property. The sources of Islamic rules are Quran, Hadith, Ijma and Qiyas. But sometimes application of Qiyas undermines the purposes of the Shari'ah. Due to which mujtahid depart from qiyas to istehsan. Istihsan is a departure from a general rule, the generality of a text, or effective cause of an analogy for some more valid, effective and stronger proof of Shariah that necessitates that departure. In this article it is discussed that what is the role of istehsaan in protection of property One of the main objectives of Shari'ah.

Key Words: Shari'ah, Objectives, Islamic law, Rules, Istehsaan, Protection, Property.

قرآن مجید میں مال کو خیر اور فضل سے تعبیر کیا گیا ہے دنیاوی ضروریات ہوں یا دینی سب کے لئے مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مال کو قیام یعنی وہ چیز جس پر زندگی کے قیام اور بقا کا انحصار ہو قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا"[1]

"اور نا سمجھ (یتیموں) کو اپنے وہ مال حوالے نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے لیے زندگی کا سرمایہ بنایا ہے' نے تمہارے لیے زندگی کا سرمایہ بنایا ہے' نے تمہارے لیے زندگی کا سرمایہ بنایا ہے"

1: النساء۴:۵

حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے نیک انسان کے لئے حلال مال کو بہترین تحفہ اور بہت بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے، حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں:

"بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ، ثُمَّ ائْتِنِي " فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَهُ، فَقَالَ: " إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَى جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللهُ وَيُغْنِمَكَ، وَأَرْغَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً ". قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ، وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: " يَا عَمْرُو، نِعْمًا بِالْمَالِ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ"(1)

"ایک مرتبہ نبی ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے کپڑے اور اسلحہ زیب تن کر کے میرے پاس آؤ، میں جس وقت حاضر ہوا تو نبی ﷺ وضو فرما رہے تھے، نبی ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھا پھر نظریں جھکا کر فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تمہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر روانہ کروں، اللہ تمہیں صحیح سالم اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لائے گا اور میں تمہارے لئے مال کی اچھی رغبت رکھتا ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) میں نے مال و دولت کی خاطر اسلام قبول نہیں کیا، میں نے دلی رغبت کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے اور اس مقصد کے لئے کہ مجھے نبی ﷺ کی معیت حاصل ہو جائے، نبی ﷺ نے فرمایا نیک آدمی کے لئے حلال مال کیا ہی خوب ہوتا ہے۔"

تابعینؒ بھی دین کے تحفظ اور اشاعت کے لئے مال کی اہمیت سے غافل نہیں تھے مال کی اہمیت کے بارے حضرت سفیان ثوریؒ کے اقوال بہت مشہور ہیں جنہیں کئی علماء نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ بطور مثال شرح السنۃ سے ان کے اقوال ذکر کئے جاتے ہیں:

"وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضَى يُكْرَهُ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هَذِهِ الدَّنَانِيرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هَؤُلَاءِ الْمُلُوكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مِنْ هَذِهِ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَإِنَّهُ زَمَانٌ إِنِ احْتَاجَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ يَبْذُلُ دِينَهُ وَقَالَ: الْحَلَالُ لايحتمل السَّرف."(2)

"حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن جہاں تک اس زمانہ کا تعلق ہے

1: شیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۰۱ء، ج ۲۹، ص ۲۹۸، حدیث نمبر ۱۷۷۶۳

2: بغوی، حسین بن مسعود، شرح السنۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ اسْتِحْبَابِ طُولِ الْعُمُرِ لِلطَّاعَةِ وَتَمَنِّي الْمَالِ لِلْخَيْرِ۔

تو اب مال و دولت مسلمانوں کی ڈھال ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا اگر ہم لوگوں کے پاس یہ درہم و دینار اور روپیہ پیسہ نہ ہوتا تو یہ آج کل کے سلاطین وامراء ہمیں ذلیل و پامال کر ڈالتے، نیز انہوں نے فرمایا۔ کسی شخص کے پاس اگر تھوڑا بہت بھی مال ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی اصلاح کرے (یعنی کسی نفع بخش کاروبار میں لگادے) کیونکہ ہمارا یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی محتاج و مفلس ہوتا تو دنیا حاصل کرنے کی خاطر اپنے دین کو اپنے ہاتھ سے گنوانے والا سب سے پہلے شخص وہی ہوگا۔ حضرت سفیانؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ حلال مال، اسراف کا روادار نہیں ہوتا۔"

قرآن وحدیث میں نہ صرف جائز طریقوں سے حصول مال کی تحسین کی گئی ہے بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بھی مختلف اقدامات کئے گئے ہیں۔

ناجائز طریقوں، سود، رشوت، اور دھوکہ دہی وغیرہ سے دوسروں کا مال کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔[1]

چوری اور ڈکیتی کی صورت میں حد کی شکل میں سخت سزائیں مقرر کی گئیں ہیں۔[2]

اپنے مال کی دفاع میں جان دینے والے کو شہید قرار دیا گیا ہے[3]

اسی طرح مال کی فضول خرچی سے منع گیا ہے۔[4]

تحفظ مال کی اسی اہمیت کے پیش نظر فقہاء نے اسے شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قرار دیا ہے۔

قرآن وحدیث کے ساتھ فقہی اصولوں میں بھی تحفظِ مال کی رعایت کو مدنظر رکھا گیا ہے ان فقہی اصولوں میں سے ایک اصل استحسان ہے زیر نظر مقالہ میں اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ تحفظِ مال کی رعایت میں استحسان کا کیا کردار ہے۔ لیکن اس سے پہلے مقالہ میں استعمال ہونے والی بنیادی اصطلاحات کی وضاحت درج کی جاتی ہے تاکہ مقالہ کا مرکزی مضمون سمجھنے میں آسانی ہو۔

1: البقرۃ۲:۱۸۸

2: المائدۃ۵:۳۳۔۳۸

3: بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۳۳ھ، کِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ، بَابُ مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِہِ، رقم الحدیث:

4: الاعراف۷:۳۱

مال کی تعریف

مال کی لغوی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن منظور الافریقی فرماتے ہیں:

"مَا مَلَكْتَه مِنْ جَمِيعِ الأَشياء"[1]

یعنی ہر وہ چیز جس کا انسان مالک ہو، مال کہلاتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں مال کی درج ذیل تعریفیں مشہور ہیں:

"الْمَالُ اسْمٌ لِغَيْرِ الْآدَمِيِّ خُلِقَ لِمَصَالِحِ الْآدَمِيِّ وَأَمْكَنَ إحْرَازُهُ وَالتَّصَرُّفُ فِيهِ عَلَى وَجْهِ الِاخْتِيَارِ"[2]

"مال انسان کے علاوہ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا محفوظ کرنا ممکن ہو اور جس میں اپنے اختیار سے تصرف کیا جا سکتا ہو۔"

"الْمَالَ مَا يَمِيلُ إلَيْهِ الطَّبْعُ وَيُمْكِنُ ادِّخَارُهُ لِوَقْتِ الْحَاجَةِ"[3]

"مال اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے اور وقت ضرورت کے لئے اس کا ذخیرہ کرنا ممکن ہوتا ہے چاہے وہ منقول ہو یا غیر منقول۔"

"فهو كل ما له قيمة يلزم متلفه بضمانه"[4]

"ہر وہ چیز جس کی کوئی قیمت ہو جس کے تلف کرنے والے پر ضمان لازم ہوتا ہو۔"

مقاصد شریعت

لغوی لحاظ سے مقاصد "مقصد" کی جمع ہے۔ یہ قصد سے مشتق ہے قصد کے معنی راستے کا سیدھا ہونا ہے۔

"وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ"[5]

"اور سیدھا راستہ دکھانے کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے، اور بعض راستے ٹیڑھے ہیں۔"

مقاصد کی اصطلاحی تعریف احمد الریسونی درج ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

1: ابن منظور، محمد بن مکرم، افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، لبنان، ۱۴۴۱ھ، ج ۱۱، ص ۶۳۵

2: ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، س ن، ج ۵، ص ۲۷۷

3: بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار شرح اصول بزدوی، دار الکتاب الاسلامی، بیروت، لبنان، س ن، ج ۱، ص ۲۶۸

4: زحیلی، وھبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، دمشق، س ن، ج ۴، ص ۲۸۷۶

5: النحل ۱۶:۹

"إن مقاصد الشريعة هي الغايات التي وضعت الشريعة لأجل تحقيقها، لمصلحة العباد"[1]

" مقاصد شریعت سے بندوں کی مصلحت کے حصول کو یقینی بنانے کیلئے وضع کئے جانے والے مقاصد مراد ہیں۔"

وہبہ الزحیلی کے بقول وہ غایات اور اہداف مقاصد شریعت ہیں جو شارع نے تمام احکام میں ملحوظ رکھے ہیں۔[2]

امام غزالیؒ فرماتے ہیں خلق کے بارے میں، شریعت کے مقاصد پانچ ہیں، اور وہ یہ ہیں، کہ اس کے دین، اس کی جان، اس کی عقل، اس کی نسل اور اس کے مال کی حفاظت کی جائے۔[3]

استحسان

استحسان باب استفعال سے ہے اس کا مادہ حسن ہے تاج العروس میں استحسان کے لغوی معنی ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"اسْتَحْسَنهُ، أي: عَدَّهُ حَسَناً"[4]

"استحسان کسی چیز کو اچھا سمجھنا ہے۔"

امام ابوالحسن کرخیؒ نے استحسان کی اصطلاحی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمائی ہے:

"أَنْ يَعْدِلَ الْإِنْسَانُ عَنْ أَنْ يَحْكُمَ فِي الْمَسْأَلَةِ بِمِثْلِ مَا حَكَمَ بِهِ فِي نَظَائِرِهَا إِلَى خِلَافِهِ لِوَجْهٍ أَقْوَى يَقْتَضِي الْعُدُولَ عَنْ الْأَوَّلِ"[5]

"استحسان یہ ہے کہ انسان کسی مسئلہ کے حکم میں اس کے نظائر کے حکم سے ایسے قوی دلیل کی وجہ سے عدول کرے جو کہ پہلے حکم سے عدول کا تقاضا کرتا ہے۔"

استحسان کی قسمیں

استحسان کی کئی ایک قسمیں بنتی ہیں لیکن ان میں سے بعض بعض کے اندر شامل ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے علامہ بدرالدین عینیؒ نے استحسان کی چار قسمیں مع امثلہ بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1: احمد الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی، الدار العالمیۃ للکتب الاسلامی، ۱۹۹۲ء، ص ۷

2: زحیلی، وھبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱۹۸۶ء، ص ۱۰۱۵

3: غزالی، محمد بن محمد بن احمد، المستصفیٰ من علم الاصول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء، ص ۱۷۴

4: زبیدی، محمد بن محمد، مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الهدایہ، س ن، ج ۳۴، ص ۴۲۳

5: بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار شرح اصول بزدوی، ج ۴، ص ۳

استحسان بالنص

نص یعنی قرآن وحدیث کی وجہ سے قیاس کو ترک کرنا استحسان بالنص کہلاتا ہے۔ استحسان بالنص کی مثال بیع سلم ہے، سلم یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو رقم پیشگی دے دے اور کہے کہ فلاں چیز فلاں وقت میں آپ مجھے دیں گے۔ قیاس یہ ہے کہ بیع سلم جائز نہ ہو کیوں کہ یہ معدوم کی بیع ہے اور معدوم کی بیع ناجائز ہے لیکن حدیث مبارکہ کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا گیا۔

استحسان بالاجماع

اجماع امت، عرف یا عادت کی وجہ سے قیاس کو ترک کرنا استحسان بالاجماع کہلاتا ہے۔ استحسان بالاجماع کی مثال استصناع ہے استصناع یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کاریگر کے ساتھ یہ عقد کرے کہ اس کے لئے فلاں چیز بنائے اور اس کو کچھ رقم پیشگی دے دے تو یہ جائز ہے۔ قیاس تو یہ ہے کہ یہ جائز نہ ہو کیوں کہ یہ بھی معدوم کی بیع ہے مگر اجماع کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا۔

استحسان بالضرورۃ

ضرورت اور مصلحت عامہ کی وجہ سے قیاس کو ترک کرنا استحسان بالضرورۃ کہلاتا ہے استحسان بالضرورۃ کی مثال کنوؤں، حوضوں اور برتنوں کا پاک ہونا ہے۔ کنویں یا حوض میں کوئی چیز گر کر مر جائے تو مقررہ مقدار میں پانی نکالنے کے بعد بقیہ پانی کے ساتھ ساتھ کنویں کی دیواروں، جس برتن سے پانی نکالا گیا ہے اس برتن کے پاک ہونے کا حکم کیا جاتا ہے حالاں کہ قیاس تو یہ ہے کہ یہ بھی دھوئی جائیں گی تو تب صاف ہوں گی۔ لیکن اگر اس کی طہارت کا حکم نہ کیا جائے تو لوگ حرج میں پڑ جائیں گے۔ لہٰذا ضرورت کی وجہ سے استحساناً اس کے پاک ہونے کا حکم کیا گیا ہے۔

استحسان بالقیاس الخفی

قیاس خفی کی وجہ سے قیاس جلی کو ترک کرنا استحسان بالقیاس الخفی کہلاتا ہے۔ استحسان بالقیاس خفی کی مثال یہ ہے کہ جب مبیع قبل القبض کی صورت میں ثمن میں متعاقدین کا اختلاف ہو جائے (بائع زیادہ قیمت طے ہونے کا دعوی کرے اور مشتری کم قیمت کا) تو بائع پر یمین واجب نہیں ہوتا کیوں کہ وہ مدعی ہے منکر نہیں وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ میری فلاں چیز کی اتنی قیمت مشتری کے ذمے باقی ہے۔ لیکن قیاس خفی ہے کہ وہ منکر ہے اس پر یمین واجب ہونا چاہیئے کیوں کہ مشتری کم ثمن کے بدلے میں مبیع کے سپرد کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے اور بائع اس کا انکار کر رہا ہے۔[1]

1: عینی، محمود بن احمد، بدر الدین، البنایہ شرح الہدایۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۰۰ء ج ۳، ص ۴۸۹

تحفظ مال اور استحسان

بعض اوقات قیاس یا شریعت کے عمومی قواعد پر عمل کرنے سے شریعت کے مقاصد پر زد پڑتی ہے اس لئے قیاس اور عمومی قواعد سے دوسری دلیل کی طرف عدول کیا جاتا ہے یہ عدول استحسان کہلاتا ہے۔ درج ذیل سطور میں بطور نمونہ چند ایسے مسائل ذکر کئے جاتے ہیں جن میں استحسان کے ذریعے شریعت کے ایک اہم مقصد تحفظ مال کا حصول ممکن ہوا ہے۔

الف۔ گروہ کی شکل میں چوری کرنے پر پورے گروہ پر حد کا نفاذ

ایک گروہ کسی محفوظ مکان میں چوری کرنے کی غرض سے داخل ہوا مگر ان میں مال صرف ایک آدمی نے اٹھایا تو استحساناً سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ بشرطیکہ سب کے حصے میں دس درہم یا اس کی مالیت کی کوئی چیز آئے۔[1] قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ صرف مال اٹھانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے، امام زفرؒ اور ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے۔[2]

قیاس کی دلیل

قیاس کی دلیل یہ ہے کہ چوری صرف مال اٹھانے والے سے متحقق ہوئی ہے باقی تو اس کے مددگار ہیں اور حد فعل کرنے والے پر واقع ہوتا ہے مددگاروں پر نہیں۔ جیسے زنا اور شراب کی حد صرف زنا کرنے والے پر اور شراب پینے والے پر واقع ہوتا ہے مدد دینے والے پر نہیں۔ لہٰذا حد صرف مال اٹھانے والے پر جاری ہونا چاہیئے باقی لوگوں پر نہیں۔

استحسان کے دلائل

استحسان کی دلیل یہ ہے کہ گروہ کی صورت میں گروہ کے سارے افراد معنوی لحاظ سے مال چوری کرنے میں شریک ہیں کیوں کہ باقیوں کی مدد اور مدافعت کے بغیر ایک آدمی کے لئے مال اٹھا کر لے جانا ممکن نہیں۔ اس لئے حد میں مددگاروں کو مباشر کے ساتھ ملحق کیا گیا جیسے کہ ڈکیتی (قطع الطریق) میں ہوتا ہے۔[3]

دوسری دلیل یہ ہے کہ مدد کرنے والوں پر اگر حد جاری نہ کیا جائے تو حد کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا اور چوری کا دروازہ کھل جائے گا۔ جس سے لوگوں کے اموال ضائع ہوں گے۔ اگر قیاس پر عمل کیا جائے اور زنا، یا شراب جیسے جرائم میں مدد دینے والوں کی طرح چوری میں مدد کرنے والوں پر حد جاری نہیں کیا جائے تو لوگوں کے اموال ضائع ہو جائیں گے۔ اسی لئے

1: زبیدی، ابو بکر بن علی بن محمد، الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری، المطبعۃ الخیریۃ، قاہرہ، ۱۳۲۲ھ، ج ۲، ص ۱۶۹

2: ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر للعاجز الفقیر، دار الفکر، بیروت، س ن، ج ۵، ص ۳۸۹

3: کاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۶ء، ج ۷، ص ۶۶

لوگوں کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے چوری کا سد باب کرنے کے لئے قیاس کو ترک کیا گیا اور چوری میں مدد دینے والوں پر بھی حد جاری کرنے کا حکم کیا گیا۔ ایسا کرنا استحسان بالضرورۃ کہلاتا ہے۔

ب۔ اجیر مشترک پر ضمان لازم کرنا

اجیر مشترک وہ آدمی جو کسی خاص آدمی کے لئے کام نہ کرتا بلکہ معین اجرت پر ہر کسی کا کام کرتا ہو مثلاً دھوبی، درزی ، رنگساز وغیرہ۔ اگر ان سے کسی شخص کے کپڑے وغیرہ ضائع ہو جائیں تو استحساناً ان پر تاوان لازم ہو گا، جبکہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تاوان لازم نہ ہو۔

قیاس کی دلیل

قیاس کی دلیل یہ ہے کہ اجیر خاص کی طرح اجیر مشترک بھی امین ہوتا ہے مثلاً دھوبی، درزی اور رنگساز کے پاس لوگوں کے کپڑے پاس امانت ہوتے ہیں اور امین سے جب کوئی چیز بغیر زیادتی یا کوتاہی کے ضائع ہو جائے تو اس پر تاوان لازم نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا بغیر تعدی کے نقصان ہو جانے پر اجیر مشترک پر بھی ضمان عائد نہیں ہونا چاہیئے۔

استحسان کی دلیل

استحسان کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان پر ضمان لازم نہ کیا جائے تو لالچ کی وجہ سے یہ اتنا کام لیں کہ اس کو سنبھال نہ سکیں گے نتیجتاً لوگوں کا نقصان ہو گا۔ لہٰذا لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لئے اجیر مشترک پر تاوان لازم کیا گیا تاکہ وہ لوگوں کے اموال کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔[1]

قیاس پر عمل کرنے کی صورت میں لوگوں کے مال کا تحفظ خطرے میں پڑ جاتا اس لئے اس مسئلہ میں قیاس کو تحفظ مال کی ضرورت کی بنا پر ترک کیا گیا ہے استحسان کی یہ قسم استحسان بالضرورۃ کہلاتی ہے۔

ج۔ سارا مال صدقہ کرنے کی نذر کا اطلاق صرف قابل زکوٰۃ اموال پر ہونا

کسی نے نذر مانی کہ میرا تمام مال مساکین میں صدقہ ہے تو اس کا اطلاق استحساناً اس مال پر ہو گا جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مثلاً سونا، چاندی، مال تجارت اور چرتے ہوئے جانور وغیرہ۔

قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ سارا مال صدقہ کرنا واجب ہو، یہی امام زفرؒ، امام شافعیؒ، امام لیثؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ کا بھی قول ہے۔

1: سمرقندی، محمد بن احمد، تحفۃ الفقہاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء، ج ۲، ص ۳۹۴

جبکہ امام مالک اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ثلث مال صدقہ کرے گا۔[1]

امام مالکؒ اور امام احمد کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

"عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ: قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ أَبُو لُبَابَةَ، أَوْ مَنْ شَاءَ اللَّهُ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً؟ قَالَ: يُجْزِئُ عَنْكَ الثُّلُثُ"[2]

"حضرت کعب بن مالکؓ کے بیٹے اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابولبابہ یا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چاہا اس نے فرمایا کہ میرا توبہ یہ ہے کہ میں اپنے اس باغ جس میں مجھ سے خطا ہوئی اور یہ کہ میں اپنے سارے مال کو صدقہ کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے ثلث ہی کافی ہے۔"

قیاس کی دلیل

قیاس کی دلیل یہ ہے کہ مال کا لفظ عام ہے وہ ہر قسم کے مال کو شامل ہے چاہے اس میں زکوۃ واجب ہوتی ہو یا نہیں۔ جیسے کہ کوئی وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میرا سارا مال صدقہ ہے تو کل مال کے ثلث سے وصیت پوری کی جائے گی۔

استحسان کے دلائل

استحسان کی دلیل یہ ہے کہ بندے کو ابتداءً کوئی چیز واجب کرنے کا حق نہیں۔[3] لہٰذا بندے کے وجوب کو اللہ کے وجوب پر قیاس کیا جائے گا۔ جب بندہ وہی چیز اپنے اوپر واجب کرے جس کو اللہ نے واجب کیا ہے تو اسی کا اعتبار ہو گا۔ لہٰذا صدقہ اسی مال میں واجب ہو گا جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ آدمی صدقہ ضرورت سے زائد مال میں کرتا ہے کیوں کہ زندگی میں اس کو حوائج اصلی کو پورا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ وصیت آدمی تب کرتا ہے جب اسے مال کی ضرورت نہیں رہتی اسی لئے وصیت کی صورت میں سب مال پر صدقہ کا اطلاق کیا جائے گا۔

1: اصبحی، مالک بن انس، المدونۃ الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء، ج ۱۱، ص ۱۰۲
ابن قدامہ مقدسی، عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرۃ، قاہرہ، ۱۹۶۸ء، ج ۹، ص ۱۰۲

2: ابن رشد، محمد بن احمد، البیان والتحصیل، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء، ج ۱۳، ص ۳۸۵
المغنی، ج ۹، ص ۱۰۲؛ البنایہ شرح الہدایۃ، ج ۹، ص ۸۲؛ فتح القدیر، ج ۷، ص ۳۵۲

3: بابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایہ شرح الہدایۃ، دار الفکر، بیروت، لبنان، س ن، ج ۷، ص ۳۵۲

قیاس کی دلیل کا جواب

قیاس جلی کا جواب یہ ہے کہ نذر کو وصیت پر قیاس کرنا درست نہیں ہے وصیت میں کل مال پر اطلاق اس لئے درست ہے کہ اس کی مثال میراث کی طرح ہے یہ دونوں موت کے بعد واجب ہوتے ہیں اور کل مال میں واجب ہوتے ہیں۔ سارا مال صدقہ کرنے کی نذر کی صورت میں قیاس جلی پر عمل کیا جائے تو سارا مال صدقہ کرنا لازم ہو گا۔ سارا مال صدقہ کرنے کے بعد انسان دوسروں کا محتاج ہو جائے گا حالانکہ صدقہ سے شریعت کا مقصد یہ ہرگز نہیں۔ صدقہ سے شریعت کا مقصد دوسرے محتاجوں کی ضرورت پوری کرنے میں ان کی مدد کرنا ہے نہ کہ اپنے آپ کو دوسروں کا محتاج بنانا۔ شریعت کے اسی مقصد کے حصول کی خاطر قیاس جلی کو قیاس خفی کی وجہ سے ترک کیا گیا۔ ایسا کرنے کو استحسان بالقیاس کہا جاتا ہے۔

د۔ مقروض سے مال چرانے پر حد کا ساقط ہونا

ایک شخص کے کسی دوسرے آدمی پر کچھ دراہم تھے تو اس نے مقروض کے مال سے قرض کی مقدار یا اس سے زیادہ درہم چرالئے تو استحساناً اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا چاہے مقروض کو قرض فی الحال لوٹانا ہو یا مقررہ مدت کے آنے پر۔ قیاس تو یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔

قیاس کی دلیل

قیاس کی دلیل یہ ہے کہ قرض خواہ نے وہ چیز چرائی جس کا لینا اس کے لئے جائز نہیں تھا یہ ایسے ہوا جیسے کہ قرض خواہ خلاف الجنس چیز چرالے۔[1]

اسی طرح مقررہ وقت آنے سے پہلے قرض کا لینا جائز نہیں اگر قرض خواہ مقروض کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے تو مقروض کے لئے اس سے واپس لینے کا حق ہے وقت سے پہلے لینا ایسا ہے جیسے کوئی اجنبی شخص مال چرالے۔[2]

استحسان کے دلائل

استحسان کی دلیل یہ ہے کہ قرض خواہ کا مقروض کا مال لینا اپنا قرض وصول کرنے کے مترادف ہے۔ مؤجل قرض ہونے کی صورت میں وجہ استحسان یہ ہے کہ تاجیل مطالبہ کے تاخیر کے لئے ہے دین کے سقوط کے لئے نہیں، دین کا نفس وجوب مقروض کے اوپر ہے اگرچہ ادائیگی وقت آنے پر واجب ہو گی یہی نفس وجوب ہی شبہ پیدا کرنے اور حد ساقط کرنے کے

1: بابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۳۷۷

2: کاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ۷، ص ۷۲

لئے کافی ہے۔اسی طرح اگر اپنے حق سے زیادہ چرائے تب بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیوں کہ وہ اپنے مال کی مقدار میں مال مسروقہ میں شریک ہو گیا۔

ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ مقروض اگر ٹال مٹول کرنے والا نہ ہو تو قرض خواہ کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (1)

مندرجہ بالا مسئلہ میں قیاس پر عمل کرنے سے شریعت کا مقصد تحفظ مال پورا نہیں ہو تا کیوں کہ اگر مقروض سے چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹا جائے تو بعض مقروض صاحب حیثیت ہونے کے بوجود جان بوجھ ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔جن سے قرض خواہ کے لئے اپنا مال وصول کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا ہے۔ خصوصاً موجودہ زمانے میں جب انصاف کے حصول کے لئے برسوں مقدمات لڑے جاتے ہیں اور پھر بھی حق نہیں ملتا۔لہٰذا استحسان کے ذریعے شریعت کا مقصد حاصل کیا گیا جو قرض خواہ کے مال کی حفاظت کرنا ہے۔چونکہ اس مسئلہ میں قیاس جلی سے قیاس خفی کی طرف عدول کیا گیا ہے اس لئے یہ استحسان بالقیاس ہے۔

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ حکیم ذات ہے اس کی نازل کردہ شریعت کے احکام حکمت اور اور مصلحت پر مبنی ہیں قرآن وسنت کے صریح نصوص میں یہ مقصدیت اور مصلحت بھرپور طریقے سے نمایاں ہیں مصالح کی ایک قسم ضروریات ہیں جن کی تعداد پانچ ذکر کی گئی ہے وہ مقاصد انسانوں کے دین، جان، نسل، عقل اور مال کا تحفظ ہے۔لہٰذا قرآن وسنت کے واضح احکامات پر جو مسائل قیاس کئے جائیں ان میں بھی مصلحت کا لحاظ رکھنا چاہیئے اس لئے جب کبھی قیاس سے مصلحت حاصل نہیں ہوتی قیاس کو ترک کرکے دوسری دلیل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جس سے مصلحت پر زد نہیں پڑتی۔قیاس کو ترک کرکے دوسری دلیل کی طرف رجوع کرنا استحسان کہلاتا ہے۔زیر نظر مقالہ میں جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوا کہ مقاصد شریعت میں ایک اہم مقصد تحفظ مال کی رعایت میں استحسان کا کردار انتہائی اہم ہے جہاں کہیں قیاس کے زریعے شریعت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا اسے استحسان کے زریعے حاصل کیا جا سکتا ہے مثلاً گروہ کی شکل میں قیاس یہ ہے کہ سارے گروہ پر حد جاری نہ ہو مگر اس سے لوگوں کے اموال کا تحفظ خطرے میں پڑ سکتا تھا اس لئے استحسان کی بنا پر پورے گروہ پر حد جاری کرنے کا حکم کیا گیا۔اسی طرح اجیر مشترک پر ضمان نافذ کرنا، مال کے صدقہ کی صورت میں صرف قابل زکوۃ اموال کے صدقہ کا حکم کرنا اور مقروض سے چوری کرنے پر حد نافذ نہ کرنا، یہ سب استحسان کی مثالیں ہیں جن میں لوگوں کے اموال کے تحفظ کی رعایت کی گئی ہے۔

1: عینی، محمود بن احمد، بدر الدین، البنایہ شرح الہدایۃ، ج ۷، ص ۲۹

موجودہ دور میں سائنس و ٹیکنالوجی، معیشت اور معاشرت کی ترقی کی وجہ سے کئی ایک مسائل پیدا ہورہے ہیں جن کا حل اجتہاد کے ذریعے ہی ممکن ہے دوران اجتہاد اگر یہ بات معلوم ہو کہ قیاس کی وجہ سے شریعت کے مقاصد پر زد پڑ رہی ہے تو گزشتہ فقہاء کے اجتہادات سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے استحسان کے ذریعے مقاصد شریعت کا حصول نہ صرف ممکن ہے بلکہ لازم اور ضروری ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ استحسان اور مقاصد شریعت سے متعلق مزید تحقیقات کی جائیں تاکہ پیش آمدہ مسائل کا حل استحسان کے زریعے شریعت کی روح کے مطابق فراہم کیا جاسکے۔

کتابیات

1. القرآن الکریم
2. ابن رشد، محمد بن احمد، البیان والتحصیل، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء
3. ابن قدامہ مقدسی، عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرۃ، قاہرہ، ۱۹۶۸ء
4. ابن منظور، محمد بن مکرم، افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ
5. ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، س ن
6. ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر للعاجز الفقیر، دار الفکر، بیروت، س ن
7. احمد الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی، الدار العالمیۃ للکتب الاسلامی، ۱۹۹۲ء
8. اصبحی، مالک بن انس، المدونۃ الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء
9. بابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایہ شرح الہدایۃ، دار الفکر، بیروت، لبنان، س ن
10. بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار شرح اصول بزدوی، دار الکتاب الاسلامی، بیروت، لبنان، س ن
11. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۳۳ھ
12. بغوی، حسین بن مسعود، شرح السنۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، س ن
13. بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار شرح اصول بزدوی، دار الکتاب الاسلامی، بیروت، لبنان، س ن
14. زبیدی، ابو بکر بن علی بن محمد، الجوہرۃ النیرۃ علیٰ مختصر القدوری، المطبعۃ الخیریۃ، قاہرہ، ۱۳۲۲ھ
15. زبیدی، محمد بن محمد، مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایہ، س ن
16. زحیلی، وھبۃ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، دمشق، س ن
17. سمرقندی، محمد بن احمد، تحفۃ الفقہاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء
18. شیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۰۱ء
19. عینی، محمود بن احمد، بدر الدین، البنایہ شرح الہدایۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۰۰ء
20. غزالی، محمد بن محمد بن احمد، المستصفیٰ من علم الاصول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء
21. کاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۶ء